

بحرالکابل میں مسلمان اقلیتیں

توراکینہ قاضی °

بحرالکابل دُنیا کے اہم سمندروں میں سے ایک ہے جو سمندر کے کل رقبے کے ۴۶ فی صد پر مشتمل ہے۔ اس کا نام ہسپانوی جہاز ران منگلن نے بحرالکابل کی ست روی اور پرسکون حالت کو دیکھ کر پسی فیکو رکھا۔ یہ ہسپانوی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے پرامن (عالمی معلومات، زاہد حسین انجم، ص ۲۹۱)۔ مغربی بحرالکابل کے جزائر میں مسلمانوں کی آمد مسلمان تاجروں کے ذریعے ہوئی۔ انڈونیشیا کی آزادی کے بعد آسٹریلیا کے شمالی ساحل، نیوگنی اور اس کے ہمسایہ جزائر میں وہاں کے مسلمانوں کی باقاعدہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آج مسلمان بڑی تعداد میں آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، نوکلے، ڈونیا اور خطے کے دیگر ممالک میں بحیثیت اقلیت آباد ہیں۔ مسلمانوں نے ان علاقوں میں اپنی بقا اور شخص کے احیا کے لیے کیسے جدوجہد کی، اس کا ایک مختصر تذکرہ پیش ہے۔ (آسٹریلیا کے بارے میں ترجمان القرآن، نومبر ۲۰۰۰ء ملاحظہ کیجیے)

فجی --- کمیونٹی کی تشکیل

فجی ایک آزاد ریاست ہے۔ یہ دولت مشترکہ کی رکن ہے۔ یہ سڈنی (آسٹریلیا) کے شمال مشرق میں ۲ ہزار ۷ سو کلومیٹر اور آک لینڈ (نیوزی لینڈ) کے شمال میں ایک ہزار ۸ سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ۸۴۴ جزائر پر مشتمل ہے جن میں صرف ۱۰۶ آباد ہیں۔ اس ریاست کا رقبہ ۱۸ ہزار ۲ سو ۲ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی کل آبادی (۱۹۹۹ء تک) ۱۲ لاکھ ۵۵ ہزار ہے۔ اس کے دو بڑے جزیرے ویٹی لیو اور وانو، لیوور ریاست کے کل رقبے کا ۸۱ فی صد ہیں اور ریاست کی تقریباً ۹۰ فی صد آبادی انھی جزائر میں بستی ہے۔

ان جزائر کو تسمان نے ۱۶۴۳ء میں یورپ کے لیے دریافت کیا تھا۔ ۱۷۷۴ء میں کیپٹن کک نے بھی ان جزائر کی سیاحت کی۔ ۱۸۷۴ء میں انگریزوں نے ان جزائر کو فتح کر لیا۔ اس کے ساتھ انھوں نے وہاں

گئے کو متعارف کرواتے ہوئے بڑے وسیع پیمانے پر گمنے کے کھیت تیار کروائے۔ ان کھیتوں میں کام کرنے کے لیے بھارت سے اجرتی مزدور لائے گئے۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۹۱۶ء تک ان مزدوروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ۱۹۲۱ء میں ان کی بھاری تعداد وہاں لائی گئی۔ اس طرح ان جزائر میں ہندی انسل لوگوں کی تعداد وہاں کی کل آبادی کا ۳۸ فی صد ہو گئی۔ ۱۹۷۰ء میں یہ مقامی آبادی کا ۵۰ فی صد یعنی نصف تک پہنچ گئی۔ ان کی تعداد میں ۱۹۷۶ء میں کچھ کمی واقع ہو گئی جس کا سبب ان تارکین وطن کا آس پاس کے علاقوں یعنی آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور تسمانیہ وغیرہ ہجرت کر جانا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے وطن بھارت واپس چلے گئے۔ فلیوں کی اکثریت اپنے پرنسٹنٹ انگریز حکام کے زیر اثر مسیحی مذہب اختیار کر چکی ہے جب کہ بھارت سے آنے والے تارکین وطن زیادہ تر ہندو ہیں۔

فنی اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آزاد ہوا۔ اس کا آئین ہر مذہب و نسل کے لوگوں کو مکمل تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ نسلی گروہوں کے ذریعے انتخابات اس طریقے سے ہوتے ہیں کہ ایوان نمائندگان میں ۲۲ مقامی فنی ۲۲ بھارتی انسل فنی اور آٹھ دوسری نسلوں اور اقوام کے نمائندے ہوتے ہیں۔ وہاں دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ ایک مقامی فلیوں کی حکمران الائنس پارٹی اور دوسری حزب اختلاف کی نیشنل فیڈریشن پارٹی جو بھارتی انسل اور دوسری اقوام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔

بھارتی مسلمان بھارتی ہندوؤں کے ساتھ گمنے کے کھیتوں میں کام کرنے والے اجرتی مزدوروں کی حیثیت سے فنی پہنچے تھے۔ اذیلین مسلمان وہاں ۱۸۷۹ء میں پہنچے۔ ۱۹۱۶ء میں فنی میں باہر کے ملکوں سے مزدور منگوانا ختم کر دیا گیا۔ ان غیر ملکی مزدوروں کو ایک پانچ سالہ معاہدے کے تحت وہاں لایا جاتا تھا۔ انھیں اس کی اجازت حاصل تھی کہ وہ یہ معاہدہ ختم ہونے کے بعد یا تو اپنے وطن واپس چلے جائیں یا وہیں فنی میں آباد ہو جائیں۔ اس پروگرام کے تحت وہاں لائے جانے والے بھارتی مزدوروں کی کل تعداد ۶۲ ہزار ۸ سو ۷۳ تھی۔ ان میں ۵۳ ہزار ۵ سو ۹۸ ہندو اور ۹ ہزار ایک سو ۷۲ مسلمان تھے۔ ان میں عیسائیوں کی تعداد محدود ہے چند ہی تھی۔

ان مزدوروں میں دو تہائی اپنے معاہدات ختم ہو جانے کے بعد وہیں فنی میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد ۴۱ ہزار تھی۔ ان میں مسلمان صرف ۷۷ فی صد تھے۔ باقی جو تارکین وطن تھے وہ اپنے پنج سالہ معاہدوں کے ختم ہونے کے بعد بھارت چلے گئے۔ انگریزوں نے ہر ۱۰۰ آدمیوں کے لیے ۴۰ عورتیں لانے کی اجازت دے رکھی تھی، یعنی ان تارکین وطن میں ۲۸.۵ فی صد عورتیں تھیں۔

وہ مسلمان جو فنی میں آباد ہو گئے تھے وہ بھارت کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق شمالی علاقوں سے تھا، یعنی وہ افغان نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی اکثریت حنفی مسلک کی پیروکار

تھی۔ جنوبی بھارت سے تعلق رکھنے والے تھوڑے سے مسلمان شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ ان میں چند خاندان فقہ جعفریہ کے پیروکار بھی تھے۔ یہ سب بھارتی مسلمان زیادہ تر اردو زبان بولتے تھے۔

فجی میں بسنے والے ان مسلمان تارکین وطن کا سب سے بڑا مسئلہ اپنے خاندانوں کی بنیاد ڈالنے کے لیے بیویوں کی تلاش تھا۔ ۴ ہزار ۳ سو ۵۰ کے لگ بھگ جو تارکین وطن وہاں رہ گئے تھے ان میں صرف ایک ہزار ۲ سو ۴۰ عورتیں تھیں، یعنی ۲۸.۵ فی صد۔ یہ بلاشبہ ایک گھمبیر مسئلہ تھا۔ اس مسئلے کا حل انھوں نے یہ نکالا کہ ہندو اور مقامی فجی عورتوں کو مسلمان کر کے ان سے شادیاں رچانی شروع کر دیں۔ ان شادیوں کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوئے وہ آج بھی کچے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح فجی میں مسلمانوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھنے لگی۔ ۱۹۷۶ء میں وہ مقامی آبادی کا ۷.۷ فی صد تھے۔ ۱۹۸۲ء میں ان کی کل تعداد ۵۰ ہزار اور ۱۹۹۹ء میں تازہ اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ ۲۰ ہزار تک جا پہنچی ہے۔ ان میں سے ۸ ہزار مسلمان آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ ہجرت کر گئے ہیں۔

آج کل فجی میں آباد مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد زراعت پیشہ ہے۔ ان کے اپنے گنے کے کھیت اور پھلوں کے باغات ہیں۔ اکثر مسلمان تجارت اور صنعت و حرفت سے وابستہ ہیں اور کچھ سرکاری ملازم بھی ہیں۔ ان مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفیہ کی پیروکار ہے اور اردو بولتی ہے۔ لیکن یہ لوگ بھارتی اور پاکستانی مسلمانوں سے واضح طور پر مختلف ہیں۔ ان مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد شافعی مسلک کی بھی پیروکار ہے۔

فجی --- تنظیم

ان مسلمان آبادکاروں میں زیادہ تر انتہائی غریب اور ناخواندہ تھے۔ فجی پہنچنے والے دیگر بھارتیوں کی طرح وہ بھی ایک ایسے بے جان و بے روح نظام کے تابع بن گئے جس میں انسانی اقدار کی قدر و قیمت، مال اور پیداوار بڑھانے کے مقابلے میں کچھ نہ تھی۔ عورتوں کی نایابی کے سبب پیدا ہونے والی اخلاقی برائیاں، اسلامی شادیوں کی عدم توثیق، طویل دورانیہ کار، ناکافی اور غیر صحت بخش خوراک، کام سے غیر حاضری پر انتہائی پُر تشدد مزاحمتیں، ان سب عوامل نے مل کر ان کی حالت زرخیز غلاموں سے بدتر بنا رکھی تھی اور ان کا معاشرتی نظام تباہ کر رکھا تھا۔

ان نامساعد حالات کے باوجود اس مسلم برادری میں ایسے راہنما اور مصلح پیدا ہوئے جو تعلیم یافتہ اور مخلص تھے۔ ان کی راہنمائی میں سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں سووا کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو مربوط و منظم کیا۔ اس کے بعد لاٹوکا، لاسا، باء اور ناصوری کے مسلمانوں نے اپنے ربط و نظم کی طرف توجہ دی۔ ان میں سے ہر مسلم برادری نے اپنی مسجد یا مکتبہ تعمیر کیا۔ ۱۹۲۳ء میں ویٹوگ، ناصوری اور

تاؤآ کے مقامات پر بنائی گئیں۔ یہ مسجدیں لکڑی کے شہتیروں سے بنائی گئی تھیں۔ اس سے قبل ۱۹۰۰ء میں فوجی شوگر ملنگ کمپنی نے اپنے مسلمان کارکنوں کو تاؤآ کے مقام پر پڑے پر حاصل کی ہوئی زمین پر لکڑی اور لوہے کی مسجد کھڑی کرنے کی اجازت دی تھی۔ ۱۹۳۰ء تک فوجی کے تمام مسلمان گروہ مقامی طور پر منظم ہو چکے تھے۔ انھوں نے اپنی مسجدیں اور اسلامی اسکول بھی قائم کر لیے تھے۔

فوجی میں مسلمان ۱۹۱۵ء ہی سے تمام جواز کی سطح پر اپنے آپ کو مختلف انجمنوں کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے مثلاً انجمن ہدایت اسلام (۱۹۱۵ء)، انجمن اشاعت اسلام (۱۹۱۶ء)، انجمن اسلام (۱۹۱۹ء)۔ ہر چند کہ یہ انجمنیں مسلمانوں کے اتحاد اور باہمی یگانگت و یک جہتی کو اپنا مطمح نظر بناتے ہوئے وجود میں آئی تھیں یہ اپنے اپنے دائرہ کار میں مقامی اور ایک دوسرے کی حریف تھیں۔

۱۹۲۶ء میں فوجی مسلم لیگ (FML) وجود میں آئی۔ اس نے مختلف مقامی سوسائٹیوں کو منظم و مربوط کرنے کے لیے ایک منتخب مرکزی جماعت کے قیام کے لیے مثبت اقدام کیے۔ فوجی مسلم لیگ کو سوا اسلامک سوسائٹی نے قائم کیا۔ اس کے قیام کے بعد ناصوری اور لاٹو کا میں بھی اسلامک سوسائٹیاں قائم ہو گئیں۔ ۱۹۳۳ء میں فوجی مسلم لیگ فوجی کے مسلمانوں کی انتہائی مضبوط و منظم نمائندہ جماعت بن گئی۔ اسے مضبوط و منظم بنانے میں دو بھائیوں سید حسن اور سید حسین اور مولوی تاج محمد خان نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ فوجی مسلم لیگ کے پہلے صدر جنھیں اس کے نئے آئین کے تحت منتخب کیا گیا تھا، مرزا محمد سلیم خان تھے۔ ۱۹۵۷ء میں اس آئین میں چند ضروری ترامیم کی گئیں جن کے تحت مقامی تنظیمیں براچ لیگ بن گئیں۔ اس طرح آسٹریلیا کے مقابلے میں اس نظام کی مرکزیت زیادہ مستحکم ہو گئی۔ اس لیگ کے سب سے پہلے صدر سوا کے ایس ایم کے شیرانی تھے۔ آج کل لیگ کی ۱۹ براچیں ہیں۔ ان برانچوں کی تمام جاہد ادیں اور اثاثے لیگ کی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ لیگ کے زیر اہتمام اب تک یعنی ۱۹۹۹ء میں ۳۹ مساجد، ۳۰ پرائمری اسکول اور ۲۶ ثانوی تعلیم کے اسکول قائم ہیں جن میں ۱۰ ہزار سے زائد طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔

فوجی مسلم لیگ نے شروع ہی سے مسلمان بچوں کے لیے جدید اسکول قائم کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سب سے پہلا پرائمری اسکول لاٹو کا میں ۱۹۳۸ء میں قائم ہوا اور اس کے بعد پہلا سیکنڈری اسکول بھی اسی شہر میں قائم ہوا۔ پھر ان اسکولوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ ساتھ ہی طلبہ کی تعداد بھی بڑھی۔ اب فوجی مسلم لیگ کی کوشش ہے کہ مسلمان طلبہ کے لیے کالج اور یونیورسٹیوں کی تعلیم کا بھی بندوبست ہو جائے۔

فوجی مسلم لیگ تمام اسلامی اداروں کی مالی امداد کرتی ہے۔ اپنے تعلیمی پروگرام کی مدد میں یہ حکومت کی طرف سے مالی امداد بھی وصول کرتی ہے جب کہ اس کی تمام ہر گرمیوں کے سلسلے میں اسے مسلم برادری کی طرف

سے چندوں کی صورت میں مالی امداد ملتی ہے۔ فوجی مسلم لیگ کا دوسرا ہدف تمام برادریوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اماموں کا تقرر ہے۔ اس مقصد کے لیے فوجی کے مسلم طلبہ کو مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ بھارت اور پاکستان سے خصوصی طور پر معقول مشاہرے پر اعلیٰ تعلیم یافتہ امام بلوائے جاتے ہیں۔ فوجی مسلم لیگ ملک میں ایک ”امام اسکول“ بھی قائم کر رہی ہے۔ اس نے برادری کے مختلف امور کی انجام دہی کے لیے یہ شعبے قائم کیے ہیں: بورڈ آف اسلامک انفیرز، بورڈ آف فنانس اینڈ ڈیولپمنٹ، بورڈ آف ایجوکیشن، اسلامک بک سروس، بڑی عمر کی عورتوں کی انجمن، جوان عمر عورتوں کی انجمن، نوجوانوں کی انجمن، مسلم سپورٹس ایسوسی ایشن، محکمہ خاندانی و معاشرتی بہبود اور فوجی مسلم لیگ کا سرکاری اخبار ”دی مسلم وائس“۔

مسلم برادری کو سیاسی مسئلے کا بھی سامنا ہے۔ انھیں بھارتی نسل کی ایک چھوٹی سی اقلیت سمجھا جاتا ہے جب کہ مسلمانوں کا اصرار ہے کہ وہ کوئی ایک نسل نہیں بلکہ فوجی کے مختلف انسل لوگوں کی ایک متحد و مربوط برادری ہیں۔ بعض مسلمان اس پر سختی سے اصرار کرتے ہیں کہ انھیں عیسائیوں اور ہندوؤں سے الگ ایک قوم کی حیثیت سے جانا جائے۔

ہر چند کہ فوجی کے مسلمان وہاں کے باقی باشندوں کے مقابلے میں زیادہ غریب ہیں، ان کے اتحاد و نظم نے انھیں ان کی الگ شناخت اور معزز مقام دلایا رکھا ہے۔ مسلمان حکومتی اداروں میں بھی شامل ہیں اور ایوان نمائندگان میں بھی۔ وہاں رسول پاک آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت، عید میلاد النبی ایک سرکاری تہوار کی حیثیت سے منایا جاتا ہے، یعنی اس دن ملک بھر میں چھٹی ہوتی ہے۔

۱۹۲۰ء سے قادیانی فوجی کے مسلمانوں کے معاملات میں دخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً ساڑھے چار ہزار کے لگ بھگ قادیانی آباد ہیں۔ ان کے خطرے سے نمٹنے کے لیے فوجی مسلم لیگ باہر کے اسلامی ممالک سے روابط قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ بھارت اور پاکستان کے علاوہ ان روابط کا دائرہ اب آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور نیو کیلیڈونیا کی مسلمان اقلیتوں تک وسیع ہو چکا ہے۔

نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ کو تسمان نے ۱۶۴۲ء میں دریافت کیا۔ ۱۸۴۰ء میں اسے انگریزوں نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد سے وہاں برطانوی تارکین وطن کی آمد شروع ہو گئی۔ وہاں یہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں پہنچے کہ ۱۹۸۲ء تک ان کے مقابلے میں مقامی آبادی کل آبادی کا ۸.۴ فی صد حصہ بن کر رہ گئی۔ ۱۹۴۷ء میں اس ملک کو انگریزی استعمار سے آزادی نصیب ہوئی اور یہ دولت مشترکہ کا ممبر بن گیا۔ اس ملک کا کل رقبہ ۲ لاکھ ۶۸ ہزار ۶ سو ۷ مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ملک دو بڑے

نیوزی لینڈ پہنچنے والے اولین مسلمان تارکین وطن گجراتی تاجر تھے جو اس صدی کے آغاز میں اس ملک کے سب سے بڑے شہر آک لینڈ پہنچے۔ شروع شروع میں صرف مرد وہاں پہنچے اور وہاں انھوں نے دکان داری کے پیشے اپنالے۔ بعد ازاں وہ گجرات جا کر اپنے خاندانوں کو بھی نیوزی لینڈ لے آئے۔ اس طرح وہاں ایک باقاعدہ مسلم برادری وجود میں آ گئی۔ ان اولین مسلمان تارکین وطن میں بھیکو خاندان بڑی نمایاں حیثیت کا مالک تھا۔ ان لوگوں نے نیوزی لینڈ میں مسلمانوں کی ایک منظم برادری کے قیام کے لیے بڑی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۰ء میں نئے تارکین وطن کی لہر وہاں پہنچی۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق ہمسایہ ملک فنی سے تھا لیکن ان میں یوگوسلاویہ اور البانیہ کے مسلمانوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر آک لینڈ اور اس کے نواحی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ جو مسلمان تارکین وطن زیادہ تعلیم یافتہ اور ہنرمند تھے وہ نیوزی لینڈ کے دارالحکومت ولنگٹن میں آباد ہو گئے۔

یہاں مسلمانوں کی کل تعداد ۲۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان کی زیادہ تر تعداد اولین گجراتی تاجروں کی اولاد کی ہے۔ لیکن فنی سے آنے والے تارکین وطن کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ البانیہ اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے علاوہ ترکی، لبنان اور ملائیشیا کے مسلمان بھی قلیل تعداد میں وہاں آباد ہیں۔ یورپین انسل نو مسلموں کی تعداد میں بھی اب تک خاصا اضافہ ہو چکا ہے۔ زیادہ تر مسلمان تارکھ آئی لینڈ ولنگٹن اور آک لینڈ میں آباد ہیں۔ ان کی اکثریت مزدوروں، کاریگروں اور تجارت پر مشتمل ہے۔ حال ہی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند مسلمان تارکین وطن بھی بڑی تعداد میں نیوزی لینڈ پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔

۱۹۵۲ء میں نیوزی لینڈ کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ انھیں اپنی مسلم ایسوسی ایشن قائم کرنی چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے کئی برس کی جدوجہد کے بعد نیوزی لینڈ کے تمام مسلمانوں کو متحد و منظم کر کے ان کی برادری تشکیل دی۔ پھر انھوں نے نماز کے لیے ایک عمارت حاصل کی۔ وہاں ایک باقاعدہ امام انھیں اسلامی تعلیمات کا درس دیا کرتا تھا۔ مسلمانوں کی انجمن نے بچوں اور بڑوں کے لیے دینی تعلیم کی ویک اینڈ کلاسوں کا انتظام بھی کیا۔ ساتھ ہی ایک قطعہ زمین خرید کر اس پر مسجد اور اسلامک سنٹر تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن ۱۹۷۰ء میں مسلمانوں کا ایک گروپ اس انجمن سے الگ ہو گیا اور اپنی الگ انجمن قائم کر لی جو انجمن حملت اسلام کے نام سے مشہور ہوئی۔ مئی ۱۹۷۶ء میں ابن سعود یونیورسٹی ریاض کے ڈاکٹر عبداللہ الزید آک لینڈ پہنچے۔ انھوں نے تمام مسلمان انجمنوں اور جماعتوں کو ترغیب دی کہ وہ نیوزی لینڈ مسلم ایسوسی ایشن میں ضم ہو جائیں اور متحد و مربوط ہو جائیں۔ مسٹر عبدالصمد بھیکو اس ایسوسی ایشن کے صدر نامزد ہوئے۔ ۱۹۹۹ء میں ملائیشیا کے ڈاکٹر عبدالرحمن اس ایسوسی ایشن کے صدر بنے۔ ۱۹۷۸ء میں آک لینڈ میں ایسوسی ایشن نے ایک لینڈ میں پونسن بی کے

مقام پر ایک مسجد تعمیر کرائی جو نیوزی لینڈ کی سب سے بڑی مسجد شمار ہوتی ہے۔

۱۹۶۳ء میں نیوزی لینڈ میں ایک دوسری مسلم برادری منظم ہوئی جو ٹکٹن کے مسلمانوں کی جماعت تھی۔ یہ انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ایسوسی ایشن ٹکٹن میں مسلمانوں کی تمام مذہبی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ یہ چھوٹے پیمانے پر ایک اخبار ”امان“ بھی نکالتی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن ملائیشیا اور انڈونیشیا کے طالب علموں کی رہنمائی میں قائم ہوئی تھی۔ کافی عرصے تک وکٹوریہ یونیورسٹی کے ہسٹری کے بنگلہ دیشی نژاد پروفیسر ڈاکٹر عبدالجید خان اس کے صدر رہے۔ ۱۹۷۶ء میں ان کے انتقال کے بعد اس ایسوسی ایشن میں ایک مسلم ملک کے سفارت خانے کا عمل دخل شروع ہو گیا جو اس حد تک بڑھ گیا کہ ٹکٹن کی مسلم برادری اس کے ایک سیکرٹری کو ایسوسی ایشن کا صدر بنانے پر مجبور ہو گئی۔ اس شخص نے ٹکٹن کی مسلم برادری کو یقین دلایا کہ وہ انھیں مسجد کی تعمیر کے لیے اپنے ملک سے خطیر مالی امداد دلوا دے گا۔ لیکن مقامی مسلم انجمنوں میں سفارت خانے کی مداخلت کا نتیجہ نیوزی لینڈ کے مسلمانوں کے حق میں کچھ بہتر ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے مسلم ممالک کے سفارت خانوں نے بھی نیوزی لینڈ کے مسلمانوں کی انجمنوں اور برادریوں کے معاملات میں مداخلت بے جا شروع کر دی جس سے ان کے تعمیری مقاصد کو شدید نقصان پہنچا۔ اس صورت حال کے پیش نظر ان مسلم برادریوں اور انجمنوں نے باہم ایک کر کے ان سفارت خانوں کے چنگل سے رہائی حاصل کی اور دوبارہ تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئیں۔ ۱۹۷۵ء میں ایسوسی ایشن نے مسلمانوں کے لیے ایک الگ قبرستان وقف کروایا۔ ۱۹۷۸ء میں ٹکٹن کے ایک علاقے نیوٹن میں ایک عمارت حاصل کر کے وہاں اسلامک سنٹر قائم کیا۔

۱۹۷۰ء میں ناردرن آئی لینڈ میں پامرشن تارٹھ کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو مناواٹو مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منظم کیا۔ اس انجمن کے صدر حاجی محمد شریف تھے۔ اس شہر کے مسلمان عرصہ دراز تک اپنے گھروں ہی میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ اب ۱۹۹۹ء میں انھوں نے وہاں مسجد تعمیر کر لی ہے اور ایک اسلامک سنٹر بھی قائم کر لیا ہے۔

۱۹۸۰ء میں ہملٹن میں ’جہاں فی صد مسلمان آباد تھے‘ پلٹنی مسلم ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔ مسلمان وہاں ۱۹۶۰ء میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انھوں نے ۱۹۷۵ء میں نماز اور دیگر اجتماعی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ ۱۹۹۹ء میں انھوں نے بھی اپنی مسجد تعمیر کر لی اور اسلامک سنٹر بھی قائم کر لیا۔ اب ان کی تعداد میں تین گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

ساؤتھ آئی لینڈ میں ۱۹۱۸ء میں کچھ اقلیتی مسلمان تاجکین وطن کی آمد کا آغاز ہوا۔ یہ لوگ کرائسٹ چرچ

میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان اولین آبادکاروں میں اسماعیل فیملی نمایاں حیثیت کی حامل تھی۔ یہ لوگ پہلے غیر منظم اور بکھری حالت میں تھے۔ ۱۹۷۵ء میں ان مسلمانوں نے اپنے آپ کو منظم و مربوط کیا اور کنٹر بری مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی جس کے پہلے صدر مسٹر سلیمان اسماعیل تھے۔ اس ایسوسی ایشن نے کرائسٹ چرچ میں ایک مسجد تعمیر کروائی، ساتھ ہی ایک اسلامک سنٹر بھی قائم کیا ہے۔ ساؤتھ آئی لینڈ میں مسلم برادریاں ڈیوٹن اور دوسرے شہروں میں تشکیل دی گئی ہیں۔

اپریل ۱۹۷۹ء میں نیوزی لینڈ کی منظم مسلم برادریاں فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ (FIANZ) کے زیر اہتمام متحد ہو گئیں۔ اس کے قائم مقام صدر مسٹر مظہر کراشیکی البانوی النسل اور آک لینڈ کے معزز برنس مین ہیں۔ (FIANZ) اب تک نیوزی لینڈ کے تمام مسلمانوں کے اتحاد و نظم، فلاح و ترقی کے لیے بڑی فعال اور موثر تنظیم چلی آ رہی ہے۔

نیوکیلے ڈونیا

نیوکیلے ڈونیا فیلیپائن اور آسٹریلیا کے مابین واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۹ ہزار ایک سو مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ایک بڑے اور کئی چھوٹے جزائر بشمول آئیل ڈی پز کی اکائی ہے۔ یہ فرانسیسی نوآبادی ہے۔ ۱۹۷۶ء سے حکومتی نظم و نسق ایک ہائی کمشنر کے زیر اہتمام اور علاقائی معاملات سات ممبران کی کونسل آف گورنمنٹ کے زیر اہتمام چل رہے ہیں۔ ۳۵ ممبران کی ایک علاقائی اسمبلی اہم علاقائی معاملات اور مسائل کو نمٹاتی اور اپنے فیصلے صادر کرتی ہے۔ فریج نیٹشل اسمبلی اور سینیٹ میں اس علاقے کی نمائندگی دو ڈپٹی اور دو مینیٹر کرتے ہیں۔

۱۹۸۲ء میں اس علاقے کی کل آبادی ایک لاکھ ۱۴ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ لیکن اب یعنی ۱۹۹۹ء کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق یہ آبادی بڑھ کر ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہو چکی ہے۔ آبادی کا ۳۸ فی صد یورپی ہیں بالخصوص فرانسیسی ۴۸ فی صد مقامی لوگ بالخصوص میلانےسین اور پولی یسین، باقی ۱۳ فی صد مختلف الاقوام لوگ ہیں بالخصوص ویت نامی اور انڈونیشی۔

نیوکیلے ڈونیا کو ۱۸۵۳ء میں فرانسیسیوں نے فتح کیا تھا۔ ۱۸۶۳ء کے ایک فرمان کے مطابق اسے ان قیدیوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا جنہیں انتہائی سخت قسم کی قید با مشقت کی سزائیں سنائی گئی تھیں۔ مئی ۱۸۶۳ء میں ۲۴۸ قیدیوں کی پہلی کھیپ وہاں لائی گئی۔ ان دنوں فرانس الجزائر پر قبضہ جمانے کے لیے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ مسلسل جنگوں میں مصروف تھا۔ ان جنگوں میں جو مسلم مجاہدین قیدی بنا لیے جاتے انہیں جہازوں میں بھر کر نیوکیلے ڈونیا بھیج دیا جاتا۔ ۱۸۷۱ء میں الجزائر کے کوہستان قبائل میں باشاغا مقرانی کی بغاوت کو کچلنے کے بعد فرانسیسیوں نے ان کو بھیج دیا اور ایک الجزائر

قبائلی سردار عزیز بھی شامل تھے۔

ان مسلمانوں کو نیو کیلے ڈونیا میں بڑی کٹھن اور صبر آزما زندگی گزارنی پڑی۔ انھوں نے حتی الامکان شعائر اسلامی کی پابندی کرنے کی کوشش کی۔ سور کے گوشت سے بچنے کے لیے انھوں نے بھیڑیں پالنی شروع کیں اور کھیتی باڑی شروع کی۔ فرانسیسیوں کی الجزائر میں فتوحات کے ساتھ ساتھ نیو کیلے ڈونیا میں مسلمان قیدیوں کی آمد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پھر فرانسیسیوں کی مراکش، تیونس اور صومالیہ کی فتوحات کے ساتھ ان ملکوں سے بھی بے شمار مسلمان قیدی وہاں بھیج دیے گئے۔ اپنے وطنوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والے اکثر مجاہدین کو تاحیات جلا وطنی کی سزائیں دی گئیں تھیں جنہیں ۱۹۸۱ء میں ختم کر دیا گیا۔

ان مسلمانوں کی اولادوں نے مین لینڈ نیو کیلے ڈونیا کی طرف ہجرت کر کے شمال میں نامبا، بوریل اور کوکم کے مقامات پر اپنی برادریاں قائم کیں۔ بوریل میں ان کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ وہ وہاں زراعت کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ انھوں نے نساڈیو کے گاؤں میں اپنا قبرستان بھی بنالیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں انڈونیشیا سے نئے تارکین وطن کی لہر نیو کیلے ڈونیا پہنچی۔ یہ مسلمان وہاں ہر جگہ پھیل گئے خاص کر کون میں تو ان کی بھاری تعداد آباد ہو گئی۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے میں اس جگہ نیکل کی صنعت کی ترقی کے سبب فرانسیسی نوآبادیات خصوصاً جبوتی سے مزید تارکین وطن وہاں پہنچے۔ اس کے بعد سے لے کر ۱۹۹۹ء تک نیو کیلے ڈونیا میں مسلمان تارکین وطن کی آمد میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ یہ مسلمان زیادہ تر غریب اور ناخواندہ ہیں۔

نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو جنوری ۱۹۷۰ء میں منظم کیا۔ پھر عرب اینڈ عرب ایسوسی ایشن آف نیو کیلے ڈونیا قائم کی (نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کے لیے اور شمالی افریقہ کے مسلمانوں کے لیے لفظ 'عرب'، 'مسلم' کا ہم معنی ہے)۔ پھر اگست ۱۹۷۵ء میں ایسوسی ایشن آف مسلمز آف نیو کیلے ڈونیا کا قیام عمل میں آیا۔ اس نئی ایسوسی ایشن نے اسلامی اداروں کے احیا کا پروگرام شروع کیا۔ نماز جمعہ بالعموم گھروں میں ادا کی جاتی تھی۔ وہاں بچوں کو اسلامی تعلیمات بھی دی جاتی تھیں۔ ایسوسی ایشن کے پہلے صدر عبدالوہاب تھے جو الجزائری النسل تھے۔ دوسرے لیڈر موسیٰ حاج بوک (صومالی النسل) اور محمد صلاح الدین بلیلی (الجزائری النسل) تھے۔ اس ایسوسی ایشن نے دوسرے مسلمان ممالک سے رابطہ کرنے کی کوشش کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں اکتوبر ۱۹۷۸ء میں نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کا ایک وفد فجی پہنچا۔ اس نے فجی مسلم لیگ سے ایک معاہدہ طے کیا جس کے تحت فجی مسلم لیگ نے نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کے لیے خطیر مالی امداد کی منظوری دی۔ اس مالی امداد سے نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں نے نامیا میں ویلی ڈی کولون میں ایک ہزار ایک سو ۷۰ مربع میٹر کا قطعہ زمین خرید لیا جس پر ایک مسجد اور ایک اسلامک سنٹر تعمیر کئے گئے۔ جنوری ۱۹۷۹ء میں ایک صوبائی مسجد کمیٹی تشکیل

دی گئی۔ اس کمیٹی کے اہم ممبران ایک تیونی اور ایک کمبوڈین تھے جن کا تعلق رابطہ مکہ اور دعوہ آرگنائزیشن لیبیا سے تھا۔ اس مسجد کی تعمیر کے لیے مسلمانوں کو بڑی طویل اور صبر آزما جدوجہد کرنی پڑی تھی کیونکہ فرانسیسی حکام پر تعصب عیسائی ہونے کے سبب مسلمانوں سے مذہبی عناد رکھتے تھے۔

مسلمانوں نے مذہبی احیا کے لیے جو کوششیں کیں، انھیں کچھ اس سبب سے بھی نقصان پہنچا کہ پرانے اور نئے تاریکین وطن، یعنی انڈونیشی، عرب اور صومالی ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے کے بجائے اپنی الگ الگ جماعتوں کے قیام پر زور دیتے رہے۔ بعد میں ۱۹۸۰ء کے عشرے میں انھی میں سے کچھ خالص اور دور اندیش قسم کے لوگوں کی مساعی جیلہ سے نیو کیلے ڈونیا کی تمام مسلم برادریاں یونائیٹڈ مسلمز آف نیو کیلے ڈونیا کے پلیٹ فارم پر باہم متحد و مربوط ہو گئیں۔ یہ انجمن آج کل نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کی اصلاح، اتحاد و نظم، ان کے مسائل و معاملات کی ویکھ ریکھ میں بڑی فعال اور موثر چلی آ رہی ہے۔

دیگر ممالک

پاپوا نیو گنی: بحرالکابل کے دوسرے علاقوں میں نہایت اہم اور بڑا شمار کیا جاتا ہے۔ یہ جزیرہ ۱۹۷۳ء میں آزاد ہوا تھا۔ اس کا نظم و نسق آسٹریلیا کے ہاتھ میں تھا۔ اس کا کل رقبہ ۷۵ ہزار ۳ سو مربع کلومیٹر ہے اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۴۴ لاکھ ۹۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ انڈونیشیا کا ہم سایہ ہے جس کے ساتھ اس کی طویل سرحد ملتی ہے۔ وہاں سے مسلمان اکثر ہجرت کر کے اس جزیرے پر آباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ مسلمان تعداد میں کم اور بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۳۵ ہزار ۵ سو کے لگ بھگ ہے۔ انھوں نے پہلی مرتبہ ۱۹۷۸ء میں پاپوا نیو گنی اسلامک سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی اور اس کی دو شاخیں لائی (LAE) اور پورٹ مورس بی میں قائم کی تھیں۔ اس طرح پاپوا نیو گنی کی مسلم برادری آسٹریلیا، فیجی، نیوزی لینڈ اور نیو کیلے ڈونیا کے بعد بحرالکابل کی پانچویں بڑی مسلم برادری شمار کی جاتی ہے۔

سالومن آئی لینڈز: ۱۹۷۸ء میں ۸۵ سالہ پرانے برطانوی استعمار سے آزادی نصیب ہوئی۔ ان جزائر کا کل رقبہ ۲۹ ہزار ۷۵ سو مربع کلومیٹر ہے اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۳ لاکھ ۷۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس کے دارالحکومت ہومارا میں مسلمانوں کی چھوٹی سی آبادی ہے۔ ان مسلمانوں کے پاپوا نیو گنی کے مسلمانوں سے مضبوط روابط ہیں لیکن یہ مسلمان ابھی تک غیر منظم حالت میں ہیں۔

مغربی ساموآ: ۱۹۶۲ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۲ ہزار ۸۴ سو مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس کی کل آبادی ۲ لاکھ ۷۳ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد آباد ہے لیکن یہ مسلمان غیر منظم حالت میں ہیں۔

فرنج پولی نیسیا: فرانس کا سمندر پار کا مقبوضہ علاقہ ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲ ہزار ۵ سو ۲۰ مربع کلومیٹر اور کل آبادی تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ۳ لاکھ ۱۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس مجمع الجزائر کا اہم ترین جزیرہ تائیٹی ہے۔ یہاں چار یا پانچ ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں لیکن یہ غیر منظم حالت میں ہیں۔

وانواتو: ۱۹۸۰ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۱۴ ہزار ۷ سو ۶۰ مربع کلومیٹر اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۲ لاکھ ۳۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ مسلمان یہاں چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ ان مسلمانوں کے پاؤں نیوگنی اور نیوکیلے ڈونیا کے مسلمانوں سے گہرے روابط استوار ہیں لیکن یہ مسلمان بھی غیر منظم حالت میں ہیں۔

یو ایس ٹرسٹ ٹیریٹوری آف پیسفاک آئی لینڈ: کل رقبہ ایک ہزار ۸ سو ۱۳ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس کی کل آبادی ۲ لاکھ ۵۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمان تھوڑی سی تعداد میں آباد ہیں لیکن یہ غیر منظم ہیں۔

گھوام: امریکہ کے زیر اثر علاقہ ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۵۰ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق کل آبادی ۲ لاکھ ۱۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد آباد ہے۔ یہ مسلمان بھی غیر منظم حالت میں ہیں۔

ٹونگا کنگڈم: یہ ۱۹۷۰ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۷۵۴ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق کل آبادی ۲ لاکھ ۷۳ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مقامی ٹونگا مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن یہ مسلمان بھی غیر منظم ہیں۔

بحرالکابل میں موجود دوسرے علاقوں کی آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۲ لاکھ ۶۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمان اقلیتیں غیر منظم حالت میں ہیں۔

نشانج

بحرالکابل میں مسلم برادری کو دو فہرستوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ ایک پرانے تارکین وطن اور دوسرے نئے تارکین وطن --- پرانے تارکین وطن جن میں ایک موثر اور فعال برادری کے قیام میں کامیاب رہے لیکن آسٹریلیا میں انھیں اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ نئے تارکین وطن نے آسٹریلیا میں اپنی منظم و مربوط فعال و موثر تنظیم قائم کی اور اس کے دائرہ اثر کو بحرالکابل کے دوسرے ملکوں میں بھی پھیلا دیا۔

بحرالکابل میں مسلمانوں نے اپنے آپ کو چھ برادریوں کی صورت میں منظم کیا ہے۔ آسٹریلیا، 'جنی' نیوزی لینڈ، نیوکیلے ڈونیا، فرانس، گھوام، ٹونگا کنگڈم، یو ایس ٹرسٹ ٹیریٹوری آف پیسفاک آئی لینڈ، وانواتو اور بحرالکابل کی

تین دوسری ریاستوں میں بھی شروع ہو چکی ہیں۔ فوجی میں مسلمان سب سے زیادہ منظم و مربوط حالت میں ہیں۔ یہ فوجی مسلم لیگ کی مساعی جیلہ کی بدولت ہے جس نے مسلمانوں کی ہر میدان، بالخصوص تعلیمی میدان میں فلاح و ترقی کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد آسٹریلیو برادری کا نمبر آتا ہے جس نے آسٹریلیین فیڈریشن آف اسلامک کونسلز (AFIC) کے زیر انتظام ہر میدان میں قابل تقلید ترقی کی ہے۔ لیکن اسے ابھی تک ایک فعال اور مخلص قیادت میسر نہیں آ سکی۔ اگر فوجی کی مانند یہ بھی کل فوجی مسلم اسکول کھولنے اور ہر مسجد کا اسلامک سنٹروں پر انٹری اور سیکنڈری اسکولوں سے الحاق کرنے میں کامیاب ہو گئی تو آسٹریلیا میں اسلام کے تیز تر پھیلاؤ اور ترقی کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے۔

گذشتہ چار برسوں کے دوران ان چھ برادریوں کے مابین باہمی افہام و تفہیم اور مشاورت کے نتیجے کے طور پر ۱۹۸۰ء میں دی ریجنل اسلامک کونسل فار ساؤتھ ایسٹ ایشیا اینڈ دی پیسیفک (RISEAP) کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ملائیشیا میں قائم کیا گیا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں اسلامک کونسل آف ساؤتھ پیسیفک وجود میں آئی جس کا ہیڈ کوارٹر سووا فوجی میں قائم ہوا۔

بحرالکابل کی مسلم برادریوں کے اس نئے تنظیمی سیٹ اپ کا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد اداروں پر رکھی گئی ہے نہ کہ افراد کی کرشماتی لیڈر شپ پر۔ اس کا ایک عام آدمی کو بھی بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

بحرالکابل کے ممالک میں اب مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی دے دی گئی ہے۔ ماضی میں مسیحی امپریلزم نے آسٹریلیا میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کر رکھی تھی۔ اب یہ امپریلزم قصہ پارینہ بن چکا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح مذہبی مساوات برتی جاتی ہے۔ فوجی اور آسٹریلیا میں مسلمانوں کو ہر طرح سے مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن پاپوا نیو گنی اور دوسرے ملکوں میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی کے حصول کے لیے طویل جدوجہد کرنی پڑی۔ بحرالکابل کے اکثر ممالک میں مسلمانوں کی اکثریت ناخواندہ اور صحیح اسلامی روح سے نا آشنا ہے جو وہاں کے مخلص اور دین دار مسلمانوں کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہے۔ ان مسلمانوں کو ان منافق مسلمانوں سے بھی خطرہ ہے جو اس جاہل اکثریت کی جہالت، تعلیمی پسماندگی اور دینی سمجھ بوجھ کے فقدان سے فائدہ اٹھا کر اسے گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔

مال کاراب بحرالکابل کے مسلمانوں نے اپنی برادریوں کے مابین ربط و ضبط، رسل و رسائل، علم و خبر کے لیے اپنے اخبارات اور رسائل شائع کرنے شروع کر دیے ہیں۔ ان میں نمایاں ترین 'آسٹریلیین منارٹ' ہے جو AFIC کا رسالہ ہے اور 'مسلم وائس' جو فوجی مسلم لیگ کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔ بہت سی برادریوں اور طلبہ کی تنظیموں کے بھی اپنے اپنے اخبارات اور رسائل ہیں۔ (یہ تحریر ڈاکٹر کتانی کی کتاب مسلم